

اپنے

چلے ناول "دراس آن رینی" ڈجی "مطبوعہ فارر اسٹراؤں کسیر و کس "نیو یارک" ۲۰۰۳ء سے شہرت حاصل کرنے والی "کلیفورنیا میٹم" ہندزاد امریکی مصنفہ شمینہ علی ان دلوں اپنا دوسرا کتاب کو آخری قفل دینے میں مصروف ہیں۔ موضوع ہے: خواتین اور عطاۓ اختیار۔ اور حاظر اسلام کا حقوق نسوان ہے۔ یہ پوچھنے جانے پر کہ یہ کتاب کیا ان کے ناول کا ایک تقریباً انسانوی فلسفی انتہا ہے؟ شمینہ علی کہتی ہیں کہ وہ بھل، ایک ادیب ہیں اور وہ صرف فلسفی انتہا کے لئے لستی ہیں بلکہ وہ تو تحریر کو ایک دلیل کے طور پر اپنے مقصد کے لئے استعمال کرتی ہیں اور وہ مقصد ہے... خواتین کے حقوق کی خلاص۔

امریکہ جیسے معاشرے میں حقوق نسوان کے موضوع پر گلگول کرنا کوئی نی بات جیسی تھی لیکن ایک ہندزاد امریکی مسلم دو شیرہ نے جب اپنی زندگی کے تجربات کو میں الجدی حاظر میں انسانوی انداز میں پیش کیا تو اس کی مسوحت میں ایک نوع کی فلسفی تازگی محسوس کی گئی۔ اور سہی اس ناول کی شہرت کی وجہی۔

ہندوستان کے جویں شہر جید آپری میں پیدا اور امریکہ میں پرورش پانے والی شمینہ علی، جن کے والدین ہند اسلامی تہذیب کی شعوری تہذیب کرتے نظر آتے ہیں، کے لئے وہ تہذیبوں کے درمیان تکالیف و ریالت سے گذرتی ہوئی زندگی صرف ایکے شمینہ علی کا الیٹیں ہے جیکان کے ناول کے مرکزی کردار لعلی کی طرح ان تمام لیلاوں کا ہے جو خود ساختہ تہذیبی قدروں کے ہاتھوں اپنے حقوق پاہال ہوتے ہوئے رکھتی ہیں اور پاکوں نیں کر پاتیں۔ شمینہ علی سوال اخلاقی ہیں "موجود کے دلے ہوئے حقوق" خود ساختہ قدروں پر کیسے قربان کر دے گے؟ اسی لئے شمینہ علی اپنے ناول "دراس آن رینی" ڈجی کو ایک جو اس سال حضرت کا "تصوفی سے خود تصوفی تک کا سفر" تراویحی ہیں۔

شمینہ علی

حقوق نسوان کے لئے ایک آواز

احمیم

یونیورسٹی آف میکسیکو میں اگریزی میں پڑھتے۔ چھ میئنے میکسیکو میں اور چھ میئنے کریجیاں اور یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف اور یونیون سے حیدر آباد، شمینہ علی کے والدین کو تو اس سے ایم ایف ای حاصل کرنے والی شمینہ علی ۲۱ ماہ کی فرق نہیں پڑتا تھا لیکن وہ لوگوں میں حق ہوئی یہ تھیں جب ان کے والدین خلاش محااش میں شافت شمینہ علی کو بھیٹ پر بیٹھان کرتی رہی۔ وہاں چاتی اور اسکوں میں چاتا ہوتا تو وہاں لڑکاں کہیں "امریکن پھروہائی آگئی"۔ سچ تو ہجرت کے امریکہ جا بے ہے۔ ان کی مستقل یووو باش اور امریکہ میں پیش کرتے ہوئے وہ کے گے ایک مکالہ میں پیش کرتے ہوئے وہ یہے کہ میں کہن بنی فٹ نہیں ہوں گی۔"

ان کا رشتہ قائم رہا اور ہر سال موسم گرمائیں پائیں کہتی ہیں "ان دلوں بھجوں میں بیک وقت بہر حال ایسوں برس لگتے ہی والدین پروان چڑھا بڑا الجھا دینے والا محاملہ تھا۔ پچھے میکسیکو کے لئے وہ اپنے بھجوں کو حیدر آباد کے اصرار پر حیدر آباد میں ایک کھاتے چیز

نے "ڈاہر آف جھر" تخلیم کی جانب سے مور کان نادوں کی سمجھ کے سامنے مظاہرہ کیا تو ان میں شینیدھی ملی نے بھی تحریکت کی اور تخلیم کے دمگ پر گراہوں میں بھی یہ چڑھ کر حص لیا۔ حالانکہ بعد میں جب انہیں یہ جھوٹ ہوا کہ ایک نہایت نیک چند بے سے قائم ہونے والی خواتین کی یہ تخلیم بعض معاملات میں ان کی قدر سے کچھ اگل راہ کی طرف گامزن ہے تو انہوں نے اس سے اپنا تحریر کر شکر کر دیا۔ شینیدھی ملی کہتی ہیں کہ "انہیں معاملات کو خواہ گتوہ سیاہی بخانے سے کوئی دعویٰ نہیں ہوتی۔ میں اپنی تحریروں میں بھی اس کا اکثرام کرتی ہوں۔ البتہ ایک قدر کار کے لئے یہ آسان نہیں ہوتا کہ وہ پاکل غیر سیاہی بخانے سے لے کر کے کسی نہ کسی طرف تو کھڑا رہتا ہی پڑے گا۔"

شینیدھی ملی کے ناول "مدرس آن رینی ڈیز" پال مارٹل سے وہ کس قدر تھا تھا میں اس کا احرازہ ان کے ناول "مدرس آن رینی ڈیز" کو روڑا جیف قاطیش نگاش اوارڈ سے لوازا گیا۔ ۱۹۹۵ میں مقابل ناول نگار روڑا جیف نے یہ فاٹھیش ان با صلاحیت خواتین مصنفوں کے تعاون کے لئے قائم کیا تھا جو مارٹل کے ناول "براؤن گرل بی اوون اسٹوٹس" کی روپ رکھا تھا اور کہانی کے پس مختصر مارٹل کے ناول "براؤن گرل بی اوون اسٹوٹس" کو فیرار اوی طور پر سامنے رکھا گیا ہے۔ دونوں چک مرکزی کروار ایک ایسی جو اس سال عورت سے ان کے لئے اپنی ادیبی کا دستاں کو مظہر عام پر لانا شکل ہو رہا ہو۔" مدرس آن رینی ڈیز" کو اشتاعت کے پہلے سال ہی نہایت مقابل "پین ایک گلوے اوارڈ" اور "پھر" کیلئے فریبا کیا گیا اور فراہمی اور اپریل یو اوارڈ" چیز کیا گیا اور فراہمی اور اردو کے علاوہ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کے ترجمہ بھی ہوئے۔

نہایت کم مت میں اس مقبولیت کی وجہ شاید بھی تھی کہ یہ ناول مالی لکھن میں ایک پاکل تازہ اور طبع زاوی اواز تھی جس نے ایک جو اس سال مسلم عورتوں کے لئے یہ آسان نہیں ہے کی جس کے سفر کی تصویر بیش کی تھی۔ ایک ایسی نسل کی نہایات پر کھے گئے مشہور ناول وہ مزدوں کے ساتھ سمجھ میں چاکر نماز ادا کریں۔ مسجد میں داخلے پر تہذیبی روایت کے تحت ہاتھ دیدیگی کویرت پر نظر رکھنے والی تعلیم اسٹوٹس" کی برولین میم مصطفی اور سیاہ قام ایک فرد کی اپنی خود چاری کی حلاش ہے اور ادب کی ناصدھہ قلمکار پال مارٹل کی تحریروں پاٹھ خواتین قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ زندگی میں بھی خوب خوب ہے۔"



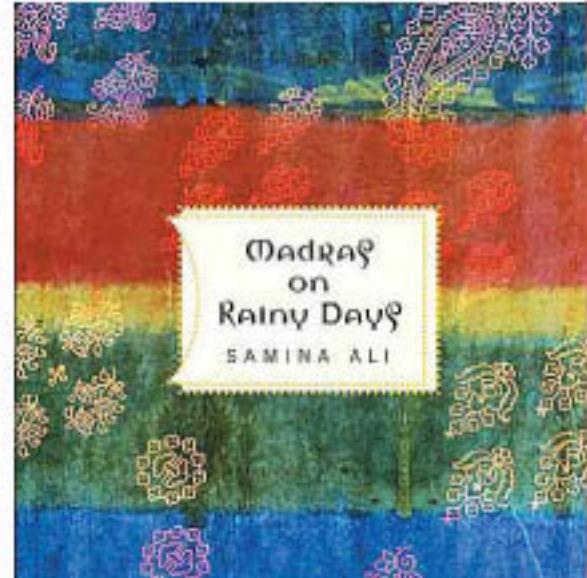
اسلام نے عورتوں کو وہ تمام حقوق عطا کئے ہیں جو کسی بھی مہذب معاشرے میں 'زیان و مکان' کی قیود سے بالاتر ہو کر، میشہ قابل قبول رہے ہیں۔ لیکن ان کے خیال میں ان تمام حقوق تک بہتوں کی دسترس صرف اس لئے نہیں ہے کہ انہیں یہ حقوق استعمال کرنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا۔

شریف مسلم گھرانے میں ان کی شادی کر دی گئی۔ اگلے دو برس شینیدھی کے لئے قیامت کے گذرے۔ ازدواجی زندگی کیا تھی۔ ایک عذاب کا نمونہ تھا۔ ماحول کے کرب کا یہ عالم تھا کہ امریکہ میں پلی یونیورسٹی شینیدھی کے لئے اپنے والدین کو دو برس تک یہ تھا: بھی ملکن نہیں ہو سکا کہ اس کی مرپی جانے بخیر جس فحص کو اس کا شہر بنا لایا گیا ہے اس کی ساری رفتہ ہم بھی کی طرف ہے اور اس دوسراں میں اس نے ایک بار بھی حق روزیت ادا کرنے کا فریضہ ناجم نہیں دیا۔ ظاہر ہے کہ اس رشتے کو زیادہ دنوں چنانچیں تھا سو شادی کے دوسرے سال طلاق ہو گی۔ پہلے شہر سے علیحدگی کے اس لئے نہیں ہے کہ انہیں یہ حقوق استعمال بعد شینیدھی ملی نے اپنی پسند سے دوسری شادی تھیات میرے لئے جانے پہنچانے ہیں۔"

پال مارٹل سے وہ کس قدر تھا تھا میں اس کا احرازہ ان کے ناول "مدرس آن رینی ڈیز" سے بخوبی ہوتا ہے جس میں صرف فکری سطح پر ہی انہیں بکار کرنا کہانی کے پس مختصر کی روپ رکھا تھا اور کہانی کے پس مختصر مارٹل کے ناول "براؤن گرل بی اوون اسٹوٹس" کو فیرار اوی طور پر سامنے رکھا گیا ہے۔ دونوں چک مرکزی کروار ایک ایسی جو اس سال عورت ہے جو ذوق تہذیبی ماساک اور معاشرے کے کرب کی خوار ہے اور ان تمام مسئلتوں کی ایک بڑی وجہاں کا محور ہوتا ہے۔

شینیدھی ملی جب عورتوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں تو اس کا دوسرہ صرف انفرادی نہیں ہوتا بلکہ وہ ان تمام معاشرتی اور اقتصادی روایات کے وارثہ و سبقت کرتی ہیں جو ہر معاشرے میں فرد کی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ بر صفحہ نہیں بلکہ اس کا کروار ایک مشہور امریکی مصنعت نوئی ماریسین اور سطحی و تہذیبی ماساک سے نہ رہ آؤ نظر آتی ہے۔ اور سطحی کی زبان سے شینیدھی نے نسل کی نہایات پر کھے گئے مشہور ناول (طبع ۱۹۵۹) "براؤن گرل" بی اوون کی روایت کے تحت ہاتھ دیدیگی کویرت پر نظر رکھنے والی تعلیم اسٹوٹس" کی برولین میم مصطفی اور سیاہ قام ایک فرد کی اپنی خود چاری کی حلاش ہے اور ادب کی ناصدھہ قلمکار پال مارٹل کی تحریروں پاٹھ خواتین قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ان موضوعات پر جب بعض تعلیم یا ذوق خواتین سے فہمی علی کافی حلاش ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ



مدرس آن
رینی ڈیز کا
سیورڈ

اسریکہ میں کی۔ وہ بھی پائیں ارہات نہیں دیا جاتا۔ اور ایک سال بعد اس سے بھی طلاق ہو گی۔ "مدرس آن رینی ڈیز" شینیدھی ملی کی اسی زندگی انجامی فنکارانہ احراز میں تھیں کرنے والی توہن اس کا کروار ایک سطحی تھا۔ کاغذ کے بھی جس میں اس کا کروار ایک سطحی تھا۔ اور سطحی کی زبان سے شینیدھی نے پورے جزویات کے ساتھ سمجھ میں چاکر نماز ادا کریں۔ مسجد میں داخلے پر تہذیبی روایت کے تحت ہاتھ دیدیگی کویرت پر نظر رکھنے والی تعلیم اسٹوٹس" کی برولین میم مصطفی اور سیاہ قام ایک فرد کی اپنی خود چاری کی حلاش ہے اور ادب کی ناصدھہ قلمکار پال مارٹل کی تحریروں پاٹھ خواتین قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔